حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید

کی آپ بیتی

دیباچہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عظیم الشان نشانات دیئے گئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپؐ کے شدید ترین دشمن آپ پر ایمان لائے اور پھر انہوں نے ایسی عظیم الشان قربانیاں دیں کہ دنیا میں ان کی مثال تلاش کرنا مشکل ہے۔ ولید بن مغیرہ جو آپؐ کے پیغام کا شدید دشمن تھا اور جسے مرتے ہوئے بھی یہی خیال تھا کہ افسوس میں اس پیغام کو پھیلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اسی دشمن کا بیٹا خالدؓ ایمان لایا اور ایسا ایمان لایا کہ آج لوگ اُن کی محبت میں اپنے بچوں کا نام اُن کے نام پر رکھتے ہیں۔ یہ ایک معجزہ تھا جو رسول اکرمؐ کو دیا گیا کہ آپؐ کے دشمن جو آپؐ کو طعنے دیا کرتے تھے ان کی اولادیں اپنے آباؤاجداد سے تعلق توڑ کر آپؐ کی غلامی میں آپؐ کی فرزندی میں آ گئیں۔ اور خدا تعالیٰ کی بات بڑی شان سے پوری ہوئی کہ

''یقیناً تیرا دشمن ہی بے اولاد رہے گا''

پیش لفظ

پیارے بچو! آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر اَمر ہو جانے والے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک بہت پیارا نام حضرت خالدؓ بن ولید کا ہے۔ آپؓ کی شخصیت کی عظمت کی گواہی آپ کی شجاعت، زبردست قائدانہ صلاحیت اور معاملہ فہمی سے بھی بڑھ کر خلافت نبویؐ سے آپ کی بے پناہ محبت اور سچی اطاعت دیتی ہے۔ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت ایسے خادمان خلافت کے حالات زندگی پر مبنی چھوٹی چھوٹی کتب شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ کتاب یکے از تصنیفات مکرم محمود مجیب اصغر صاحب ہے جو اولاً مکرم محمود احمد صاحب شاہد کے دور صدارت میں شائع ہوئی۔ دوسری طباعت ستمبر 2000ء میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کے عرصہ صدارت میں ہوئی۔ اب خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے بابرکت موقع پر اس کتاب کو ایک بار پھر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں خاکسار مکرم مدثر احمد مزمل صاحب کے تعاون کا شکر گزار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت میں حصہ لینے والے تمام معاونین کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی منظوم کلام سے اقتباس

"اے خدا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں۔ اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔"

(روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 17)

تعارف

جس روز میدانِ موتہ میں اسلام کے غازی عیسائی رومی فوجوں کے ساتھ جنگ لڑ رہے تھے اُسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں الہامِ الٰہی کے ذریعہ جنگ کے حالات کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے اُسی وقت تمام مسلمانوں کو مسجدِ نبویؐ میں جمع کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ:

''تمہارے لشکر کی خبر یہ ہے کہ انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا زیدؓ شہید ہوا۔ اللہ نے اُس کو بخش دیا۔ اس کے بعد جعفرؓ نے اسلامی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ دشمنوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوا۔ اللہ نے اس کو بھی بخش دیا۔ پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے اسلامی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ وہ بھی دشمنوں سے لڑ کر شہید ہوا۔ یہ سب کے سب جنت میں اُٹھا لئے گئے۔

ان تینوں کے بعد اسلامی جھنڈے کو خالدؓ بن ولید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور جنگ کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا۔ وہ میرے مقرر کردہ جرنیلوں میں سے نہیں **تھا وہ تو اللہ کی تلوار ہے۔**''

وہ ''اللہ کی تلوار'' میں ہوں۔ میرا نام خالد ہے میں نے اپنی آنکھیں قریش کے قبیلہ بنو مخزوم میں کھولیں۔ میں اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بارہ سال بعد مکہ میں پیدا ہوا۔ میں حضرت عمرؓ کا ہم عمر تھا۔ میری کنیت ابو سلیمان ہے۔

میرا باپ ولید قبیلہ بنو مخزوم کا سردار اور مکہ کا رئیسِ اعظم تھا میری ماں کا نام لبابہ تھا۔ عرب میں قریش اور قریش کے قبیلوں میں سے بنو ہاشم، بنو اُمیہ اور بنو مخزوم کی سب سے زیادہ عزت کی جاتی تھی۔ اُس زمانے میں مختلف قبیلوں کی اپنی اپنی حکومت ہوتی تھی۔ مکہ میں قریش حکومت کرتے تھے۔

قریش نے حکومت کے کام اپنی شاخوں میں بانٹے ہوئے تھے۔ ہمارے خاندان بنو مخزوم کے ذمہ جنگی معاملات تھے۔ ہمارا خاندان گھوڑے پالتا اور سدھاتا تھا۔ جن پر سوار ہو کر قریش جنگ کرنے جاتے تھے۔ جنگی تیاریاں اور سامانِ جنگ فراہم کرنا اور قریش کے جنگی دستوں کو افسر مہیا کرنا بھی ہمارے خاندان کا کام تھا۔ اس لئے میرے ماحول نے بچپن سے ہی مجھ پر بہت اثر کیا۔ میں جلد ہی ایک اچھا گھڑ سوار بن گیا۔ میں نے اپنے باپ سے لڑائی کے گُر سیکھے۔ تیر کمان چلانے، تلوار چلانے، نیزے اور برچھی استعمال کرنے میں مَیں بہت جلد ماہر ہو گیا۔ میں اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کرنے جاتا تھا اور صحراؤں میں سفر کرتا پھرتا تھا۔ ہمارے گھر میں بہت پیسہ تھا اور میں دل کھول کر پیسہ خرچ کرتا تھا۔ میرے ماحول نے مجھے بہادر، نڈر اور جفاکش بنا دیا۔ میری صحت اچھی تھی اور میرا قد چھ فٹ سے بھی بلند ہو گیا۔ ہم سات بھائی تھے لیکن گھڑ سواری اور جنگی قابلیت میں میں سب سے آگے نکل گیا۔ میں نے جنگیں لڑنا اور فتح پانا اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ مکہ کے سب بہادر لڑکے میرے دوست بن گئے۔ جن میں حضرت عمرؓ، عمروؓ بن العاص اور ابوجہل شامل تھے۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ سے مجھے بہت پیار تھا۔

میری زندگی کے دو دور ہیں ایک وہ دور جب میرے خاندان نے رسولؐ اللہ کی مخالفت کی اور ہم نے رسولؐ اللہ کے خلاف کئی جنگیں لڑیں۔ دوسرا وہ دور ہے جب میں نے اسلام قبول کیا اور مجھے اسلام کی خدمت کی توفیق ملی، اور میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بڑی بڑی فتوحات عرب، فارس اور شام میں عطا فرمائیں۔

میری زندگی کا پہلا دور

جب رسول اللہؐ نے دعویٰ نبوت فرمایا اُس وقت اکثر خاندانوں نے آپؐ کی مخالفت کی ان میں ایک ہمارا خاندان بنومخزوم بھی تھا۔ ہمارے خاندان کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہؐ قبیلہ بنو ہاشم میں سے تھے اور بنو ہاشم سے بنومخزوم کا عام طور پر جھگڑا رہتا تھا۔اس خاندانی دشمنی کی وجہ سے ہم رسول اللہؐ کے دشمن بن گئے۔ابوجہل جس نے رسول اللہؐ کو بہت دُکھ دیئے وہ بھی ہمارے ہی خاندان میں سے تھا۔اور میرے ایک چچا کا بیٹا تھا۔چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے ابوجہل سے پوچھا کہ تم رسول اللہؐ کو کیوں نہیں مان لیتے ؟ تو وہ کہنے لگا:۔

’’ہم اور بنو ہاشم ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف رہے۔ بنو ہاشم نے مہمانداریاں کیں تو ہم نے بھی کیں۔ انہوں نے خوں بہادیئے تو ہم نے بھی بہادیئے۔انہوں نے فیّاضیاں کیں تو ہم نے اُن سے بڑھ کر کیں۔ یہاں تک کہ جب ہم نے اُن کے کندھے کے ساتھ کندھا ملادیا تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار بن بیٹھے ہیں۔خدا کی قسم ہم اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہیں لا سکتے۔‘‘

(ابن ہشام)

میرا باپ ولید بن مغیرہ اپنے خاندان کا سب سے بڑا سردار تھا وہ بھلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے مان لیتا! میرے باپ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ مکہ کا سب سے بڑا آدمی تو وہ ہو اور نبوت محمدؐ کو مل جائے! اس لئے وہ رسول اللہؐ کا دشمن بن گیا۔لیکن وہ چونکہ ایک شریف آدمی تھا۔اس لئے اُس نے نہ کبھی رسول اللہؐ کو گالیاں دیں اور نہ کبھی ہاتھا پائی کی۔

رسول اللہؐ کے بزرگوں میں سے آپؐ کے چچا اُبوطالب تھے۔جو رسول اللہؐ پر کسی دشمن کو ہاتھ نہیں اُٹھانے دیتے تھے۔ ایک دفعہ قریش کے لوگ میرے ایک بھائی عمارہ کو ابوطالب کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس بڑے خاندان کے بیٹے عمارہ کو اپنا بیٹا بنالو اور اپنا

بیٹا محمدؐ ہمیں دے دو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں کیونکہ وہ ہمارے بُتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے اور ایک خدا کو ماننے کے لئے کہتا ہے۔ابوطالب نہ مانے اور کہنے لگے کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ میں تمہارا بیٹا لے کر اُسے کھلاؤں پلاؤں اور تمہیں اپنا بیٹا دے دوں تا کہ تم اسے مار ڈالو۔خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہوسکتا! اس کے بعد ہم نے رسول اللہؐ اور اُن کے ماننے والوں کو زیادہ دکھ دینے شروع کر دیئے۔حتیٰ کہ مسلمانوں کے ایک حصہ کو حبشہ ہجرت کرنی پڑی جہاں ایک رحم دل بادشاہ نجاشی حکومت کرتا تھا۔اور اُس کے ملک میں ہر ایک مذہب کے لوگ آرام سے رہ سکتے تھے۔لیکن قریش میں سے کچھ لوگ حبشہ کے بادشاہ کے پاس گئے ، تا کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیں۔ جو لوگ مسلمانوں کو نکلوانے بادشاہ کے پاس گئے تھے اُن میں میرا بھائی عمارہ بھی شامل تھا۔

نبوت ملنے کے تیرہ سال بعد تک رسول اللہؐ مکہ میں رہے۔اور ہم آپؐ کو دکھ دیتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کے لئے مکہ میں رہنا ناممکن ہوگیا اور آپؐ اپنے صحابہ کو لے کر مدینہ ہجرت کر گئے۔ جہاں کئی لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور رسول اللہؐ کی حفاظت کا ذمہ لے چکے تھے۔

میرا باپ رسول اللہؐ کی ترقی نہیں دیکھ سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اسی غم میں مر گیا۔جب وہ بیمار تھا تو ایک دن رو پڑا۔لوگوں نے پوچھا اے سردار! کیوں روتے ہو۔اس نے کہا’’ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں موت کے ڈر سے روتا ہوں؟ واللہ! ایسا ہرگز نہیں۔ مجھے تو یہ غم ہے کہ محمدؐ کا دین کہیں پھیل نہ جائے اور محمدؐ کا کہیں مکہ پر قبضہ نہ ہو جائے!‘‘ ابوسفیان پاس ہی بیٹھا تھا۔اُس نے کہا اس بات کا غم نہ کرو جب تک ہم زندہ ہیں ایسا نہیں ہوگا۔

غزوہ بدر

مرتے وقت اپنے باپ کی گفتگو نے ہم پر بہت اثر کیا۔اور ہم نے رسول اللہؐ کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ رسول اللہؐ کو مدینہ گئے ہوئے ابھی دو سال بھی نہیں ہوئے

تھے کہ ابوجہل ایک ہزار کا لشکر تیار کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے مقابلہ کے لئے رسولؐ اللہ نے تین سو تیرہ صحابہ کا لشکر تیار کیا اور مدینہ سے باہر ابوجہل کے مقابلے کے لئے بدر کے مقام پر آئے۔ بدر کے میدان میں دونوں لشکروں کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابوجہل کی فوج میں میرے سوا میرے خاندان کے اکثر لوگ شامل تھے۔ ابوجہل اس جنگ میں مارا گیا اور ہمارے آدمیوں کو شکست ہوئی۔ رسولؐ اللہ ہمارے کئی آدمیوں کو جنگی قیدی بنا کر مدینہ لے گئے۔ جنگی قیدیوں میں میرا ایک بھائی ولید بن ولید بھی شامل تھا۔ ولید بن ولید کو مسلمانوں کی قید سے چھڑانے کیلئے ہم نے مسلمانوں کو چار ہزار درہم فدیہ دیا اور اُسے واپس مکہ لے آئے۔ لیکن وہ رسولؐ اللہ اور صحابہ کے اچھے سلوک کی وجہ سے قید کے دوران ہی دل سے مسلمان ہو گیا تھا جس کا اعلان اُس نے مکہ آ کر کیا۔ میں اور میرے دوسرے بھائی ولید بن ولید پر بہت ناراض ہوئے اور کہا تم نے مسلمان ہی ہونا تھا تو فدیہ کیوں ادا کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں اگر قید کے دوران ہی مسلمان ہونے کا اعلان کرتا تو لوگ سمجھتے کہ میں فدیہ بچانے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد ہم نے ولید کو بڑے دُکھ پہنچائے تاکہ وہ اسلام چھوڑ دے مگر وہ اپنے ایمان پر مضبوط رہا اور کچھ عرصہ بعد مدینہ چلا گیا۔

غزوہ اُحد

مسلمانوں کے خلاف پہلا موقع مجھے غزوہ اُحد میں ملا۔ بدر کا بدلہ لینے کے لئے ہم نے تین ہزار کا لشکر تیار کیا اور ابوسفیان کی زیرکمان ہم مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے اُحد پہاڑی تک پہنچ گئے جو مدینہ کے شمال میں صرف چار میل کے فاصلے پر ہے۔ مسلمان لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جن میں سے تین سو منافق ہماری تین گنا فوج دیکھ کر بھاگ گئے۔ اور میدانِ جنگ میں صرف سات سو مسلمان رہ گئے۔ مسلمان فوج کے پیچھے اُحد کا پہاڑ تھا اور ایک جگہ پر پہاڑی میں ایک درّہ تھا جو اُحد اور عینین کی پہاڑی کے درمیان ہے۔ اس درّہ سے اسلامی فوج کو خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے رسولؐ اللہ نے وہاں پچاس تیرانداز مقرر

فرمائے۔ لڑائی شروع ہوئی تو ہمارے قدم اُکھڑ گئے اور ہماری فوج میدانِ جنگ سے بھاگنے لگی۔ مسلمانوں نے ہمارا مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر درّہ والے مسلمانوں نے بھی درّہ چھوڑ دیا۔

اس وقت میرے اور عکرمہ کے پاس سو سو سواروں کا ایک ایک دستہ تھا اور عمرو بن العاص ہمارا سالار تھا۔ جونہی مسلمانوں نے درّہ چھوڑا میری نگاہ اس درّہ پر پڑی۔ میں اپنا دستہ لیکر اس درّہ میں سے داخل ہو کر مسلمانوں پر پچھلی طرف سے حملہ آور ہوا۔ عکرمہ بھی میدانِ جنگ کے دوسرے سرے سے گھوڑے دوڑاتا ہوا اپنے دستے کو لے کر میرے ساتھ شامل ہو گیا۔ ہم دونوں نے مسلمانوں پر اس زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدلنے لگی۔ اتنے میں ابوسفیان نے پیدل فوج اکٹھی کر کے مسلمانوں پر آگے سے حملہ کر دیا۔ اس طرح یکدم چاروں طرف سے گھر جانے کی وجہ سے مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ اور رسولؐ اللہ کے چہرۂ مبارک پر بھی زخم آ گئے۔ آپؐ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے اور آپؐ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لیکن آپؐ کی دعاؤں اور بہادری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شدید نقصان سے بچا لیا۔ جس کا ہم نے ارادہ کیا ہوا تھا۔

غزوۂ خندق

ایک اور موقع مجھے مسلمانوں کے خلاف غزوۂ خندق کے دوران ملا۔ اسلامی تاریخ میں مسلمانوں پر یہ سب سے خطرناک حملہ تھا۔ ہم نے عرب کے تمام بڑے بڑے قبیلے اکٹھے کئے اور چوبیس ہزار کی فوج کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی کل تعداد تین ہزار تھی اس لئے اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنا مسلمانوں کے لئے ناممکن تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے مدینہ کے گرد ایک چوڑی اور گہری خندق کھود کر مدینہ کو ہمارے اچانک حملے سے محفوظ کر لیا۔ ہم نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ محاصرہ بیس دنوں تک جاری رہا۔ مدینہ کے جنوب میں

یہودی رہتے تھے ہم نے یہودیوں کو اُکسایا کہ وہ مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کریں تاکہ آگے سے ہم اور پیچھے سے یہودی حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں۔ ہماری فوج کا سپہ سالار غزوۂ اُحد والا ابوسفیان تھا۔

بیس دن کے محاصرے سے تنگ آ کر میں نے اور عکرمہ نے معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور دو تین میل لمبی خندق پر کئی جگہ تیروں سے مسلمانوں پر بڑی شدت سے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی وہ مختلف ٹولیوں میں خندق کے اُن حصوں پر اکٹھے ہو گئے جہاں ہم تیروں سے حملہ کر رہے تھے۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر جو جگہ خندق کی خالی ہو گئی تھی وہاں سے عکرمہ اپنے گھوڑوں کو دوڑا کر سات ساتھیوں کو لے کر خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علیؓ آگے بڑھے اور مقابلہ کیا۔ ہمارے دو تین آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ عکرمہ مشکل سے جان بچا کر خندق پار کر کے واپس آ گیا۔ خندق پار کرتے ہوئے میرے چچا عبداللہ کا بیٹا نوفل خندق میں گر کر ہلاک ہو گیا۔

اس واقعے نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ خندق پار کر کے چین لوں گا۔ اگلے روز میں نے اپنے دستے کو خندق سے کافی پیچھے ہٹایا اور تیزی سے گھوڑے دوڑا کر خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مسلمانوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا۔ میں نے ایک مسلمان پر حملہ کیا اور اسے شہید کر دیا اور تیزی سے اپنے دستے سمیت گھوڑے دوڑا کر خندق پار کر کے واپس آ گیا۔

اس واقعہ کے دو روز بعد بہت شدید آندھی آئی۔ ہماری فوج گھبرا گئی اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگی۔ تیئس (23) دن ہم نے مدینہ کو گھیرے رکھا۔ ہماری فوج مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھی پھر بھی ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ مجھے اس واقعہ نے حیرت میں ڈال دیا۔ مسلمانوں کے ساتھ یقیناً کوئی غیبی طاقت کام کر رہی تھی۔

صلح حُدیبیہ

غزوۂ خندق کے بعد بھی ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان کشمکش جاری رہی۔ ہم نے مسلمانوں کا حج بند کیا ہوا تھا کیونکہ خانہ کعبہ مکہ میں تھا اور مسلمان مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ رسولؐ اللہ کو مدینہ میں خواب آئی کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپؐ چودہ سو صحابہ کو لے کر طواف کرنے مکہ کی طرف چل پڑے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ رسولؐ اللہ اور صحابہ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ قریش نے مجھے تین سو سواروں کا دستہ دے کر بھیجا کہ میں مسلمانوں کو راستے میں ہی روک لوں۔ میں مدینہ سے آنے والی سڑک پر اس درّہ کو روک کر کھڑا ہو گیا جہاں سے اس طرف سے آنے والے لوگ مکہ میں داخل ہوتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے اس طرف ایک چھوٹا سا دستہ روانہ فرمایا۔ میری توجہ اس طرف پھیر کر رسولؐ اللہ صحابہ کو لے کر ایک اور راستے مکہ کے نزدیک مغرب میں حدیبیہ کے مقام تک پہنچ گئے۔ رسولؐ اللہ کی اس جنگی حکمت نے مجھے بہت متاثر کیا۔

حُدیبیہ کے مقام پر رسولؐ اللہ اور قریش کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں ایک شرط یہ تھی کہ دس سال کے لئے جنگ بند کی جاتی ہے اور یہ کہ رسولؐ اللہ کو اس سال نہیں بلکہ اگلے سال حج کرنے کی اجازت ہو گی۔ اگلے سال رسولؐ اللہ حج کرنے کے لئے مکہ آئے مجھے اسلام سے نفرت تھی اس لئے میں مکہ سے بھاگ گیا۔ میں یہ نہیں برداشت کر سکتا تھا کہ رسولؐ اللہ مکہ میں میرے سامنے داخل ہوں۔ مسلمانوں کے خلاف میری یہ آخری کارروائی تھی کیونکہ اس کے بعد میرے ذہن میں کچھ تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی اور مجھے اپنے مذہب پر شک ہونے لگا۔

قبول اسلام

جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نیکی کی ہدایت دینی چاہی تو میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا

فرمادی اور مجھ پر ہدایت کی راہ واضح فرمادی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں رسولؐ اللہ کے خلاف سب جنگوں میں شامل ہوا اور سب میں ناکام ہوا۔ میں رسولؐ اللہ کی فوجی مہارت کا قائل ہوگیا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں غلطی پر ہوں اور رسولؐ اللہ ضرور غالب آئیں گے۔

مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور ہماری کم ہو رہی تھی میرا بھائی ولید بن ولید مسلمان ہو چکا تھا۔ میری خالہ میمونہؓ ۷ھ میں رسولؐ اللہ سے نکاح کر چکی تھیں۔

رسولؐ اللہ کی توجہ نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ ۷ھ میں جب آپؐ کعبہ کا طواف کرنے آئے تو میرا بھائی ولید بن ولید بھی ہمراہ تھا۔ آپؐ نے میرے بھائی ولید سے پوچھا کہ تمہارا بھائی خالد کہاں ہے؟ میرے بھائی نے عرض کی۔ ''حضور! خالد کو اللہ ہی لائے تو لائے۔''

مدینہ پہنچ کر میرے بھائی ولید نے مجھے ایک خط لکھا کہ کس طرح رسولؐ اللہ نے میرے بارے میں پوچھا تھا اور مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اُن ہی دنوں میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں ایک ویران، چٹیل اور تنگ جگہ پر ہوں پھر وہاں سے ایک سرسبز و شاداب علاقہ میں آگیا ہوں۔ میں نے اسلام قبول کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ مکہ سے باہر میری ملاقات عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ سے ہوئی یہ دونوں میرے دوست اور قریش کے اُمراء کی اولاد تھے۔ یہ بھی اسی مقصد کے لئے مکہ سے نکلے تھے۔ ہم تینوں دوست مدینہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسولؐ اللہ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ ''مسلمانو! مکہ نے اپنے جگر گوشے نکال کر تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔''

ہم نے باری باری رسولؐ اللہ کی بیعت کی اور مسلمان ہوگئے پہلی بیعت میں نے دوسری عمرو نے اور تیسری عثمان نے کی۔ اس وقت میری عمر ۴۳ سال تھی۔

میں نے رسولؐ اللہ سے عرض کیا کہ میں آپؐ کے خلاف کئی جنگوں میں لڑ چکا ہوں۔ میرے گناہوں کی معافی کے لئے دُعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور میرے لئے دُعا فرمائی۔

اس کے بعد میں مدینہ میں آ کر رہنے لگا اور میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

میری زندگی کا دوسرا دور

زمانۂ نبویؐ میں میری جنگی مہمات

جنگِ موتہ اور سیف اللہ کا خطاب ملنا

ابھی مجھے مدینہ آئے ہوئے دو تین ماہ ہی گزرے تھے کہ جمادی الاول ۸ ھ بمطابق ستمبر ۶۲۹ ء میں اردن میں مجھے جنگ موتہ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کا موقع مل گیا۔ خدا کی تقدیر نے کچھ اس طرح کام کیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی رسولؐ اللہ کے مقرر کردہ تینوں سالار باری باری شہید ہوگئے اور میدان جنگ میں ہی تین ہزار اسلامی لشکر کا سالار اللہ تعالیٰ نے مجھے بنا دیا۔ میں بڑی بہادری سے لڑا۔ اس روز میرے ہاتھوں لڑتے لڑتے نو تلواریں ٹوٹیں ۔ میں اسلامی لشکر کو رُوم کی دو لاکھ عیسائی افواج سے بچا کر واپس لانے میں کامیاب ہوا۔ **رسولؐ اللہ نے مجھے ''سیف اللہ'' یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب دیا۔**

فتح مکہ

چند ماہ بعد رمضان ۰۸ ھ (بمطابق جنوری ۶۳۰ ء) میں قریشِ مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی ۔ رسولؐ اللہ دس ہزار مسلمان مجاہدوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ قریش کو اتنی بڑی طاقت کے مقابلہ کی مہلت ہی نہ ملی اور لڑائی کے بغیر مکہ فتح ہوگیا۔

اُن دنوں وادیٔ مکہ میں داخل ہونے کے لئے چار درّے تھے۔ رسولؐ اللہ نے اسلامی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ اور ہر ایک حصے پر ایک ایک افسر مقرر فرمایا اور مکہ میں داخل ہونے کے لئے چاروں درّے تقسیم کر دیئے۔ سب سے بڑا دستہ ابو عبیدہؓ کا تھا وہ شمالی درّہ سے گزرے۔ دوسرا دستہ جنوب سے داخل ہوا یہ دستہ حضرت علیؓ کا تھا۔ تیسرا دستہ جنوب

مغرب کے درّہ سے داخل ہوا۔ اس دستے کے قائد زبیرؓ تھے چوتھے دستے کا سالار میں تھا۔ میں شمال مشرق کے راستے سے داخل ہوا۔ میرے دستے کو روکنے کے لئے عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان فوج لے کر سامنے سے آئے۔ عکرمہ میرا بھتیجا اور صفوان میرا بہنوئی تھا عکرمہ اور صفوان سے مقابلہ ہوا۔ یہ دونوں بھاگ گئے۔

رسولؐ اللہ نے مکہ فتح کر کے قریش کو معاف کر دیا۔ آپؐ نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تمام بتوں کو توڑ کر باہر پھینکوا دیا۔ کچھ بُت قریبی بستیوں میں ابھی باقی تھے جن میں سے عزیٰ نامی ایک بُت نخلہ میں تھا قریش کا یہ سب سے بڑا بُت تھا جسے کئی قبائل پوجتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے بیس سواروں کا دستہ دے کر مجھے نخلہ روانہ فرمایا۔ میں جا کر عزیٰ کو توڑ آیا۔ آپؐ نے فرمایا ''اب تمہاری سرزمین میں اس کی دوبارہ پوجا نہیں کی جائے گی۔''

نخلہ سے واپسی پر رسولؐ اللہ نے مجھے مکہ کے جنوب میں تہامہ کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ میں نے تہامہ میں یلملم پہنچنا تھا جو مکہ سے پچاس میل دور تھا لیکن میں ابھی مکہ سے پندرہ میل تک ہی گیا تھا تو قبیلہ بنو جذیمہ نے ہمارا راستہ روک لیا۔ میں نے اس کے کچھ لوگ قتل کر ڈالے جس کا قصاص رسولؐ اللہ نے حضرت علیؓ کو دے کر بھیجا کہ وہ ادا کر آئیں اور مجھے تنبیہہ فرمائی۔

غزوہ حنین

ابھی رسولؐ اللہ مکہ میں ہی تھے کہ مشرق میں ہوازن اور ثقیف کے طاقتور قبائل بارہ ہزار کا لشکر تیار کر کے شوال ۰۸ ھ بمطابق فروری ۶۳۰ ء میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے اور حُنین کی وادی میں اوطاس کے مقام پر اکٹھے ہوئے۔ ان کا سپہ سالار ایک تیس سالہ نوجوان مالک بن عوف تھا جو کہ بہت بہادر اور غصے والا انسان تھا۔ رسول اللہ نے بارہ ہزار کا لشکر تیار کیا اور مکہ سے وادی حُنین کی طرف روانہ ہوئے آپؐ نے مجھے سات سو

سواروں کا ایک دستہ دے کر اسلامی فوج کے آگے آگے روانہ کیا۔ میں نے ذرا جلدی سے کام لے کر اوطاس کے مقام پر دشمن پر حملہ کر دیا اور دشمن کی زد میں آ کر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ باقی فوج پہنچنے پر باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔ پہلے تو مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے لیکن دوبارہ رسولؐ اللہ کی بہادری اور دعاؤں سے دشمن کو شکستِ فاش ہوئی اور مالک بن عوف اپنے قبیلے ثقیف کو لے کر طائف کے قلعہ کی طرف بھاگ گیا۔ میں جنگ ختم ہونے تک بے ہوش رہا۔ پھر رسولؐ اللہ میرے پاس آئے آپؐ نے دعا کر کے میرے زخموں پر پھونکا۔ میں نے محسوس کیا کی میرے جسم میں دوبارہ جان آ گئی ہے۔

غزوۂ طائف

رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ ہم طائف پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیں۔ اسلامی لشکر طائف کی طرف روانہ ہو گیا میں سارا راستہ ہراول دستے کی قیادت کرتا رہا۔ ۱۵ر شوال ۰۸ ھ بمطابق ۵ر فروری ۶۳۰ء کو ہم طائف پہنچے۔ دشمن قلعہ بند ہو گئے اور مسلمان فوج نے طائف کا محاصرہ کر لیا۔ بیس دنوں تک محاصرہ جاری رہا۔ سخت سردیوں کے دن تھے۔ مشورہ کیا گیا اور ۴ر ذیقعدہ کو محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ حُنین کا مالِ غنیمت تقسیم کر کے ہم رسولؐ اللہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئے اور ذیقعدہ کے آخر تک مدینہ پہنچ گئے۔

تبوک اور دومۃ الجندل کی مہمات

ہجرت کا نواں سال تاریخ اسلام میں سالِ وفود کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ اس سال عرب میں ہر طرف سے قبائل کے وفود رسولؐ اللہ کے پاس مدینہ آتے اور اسلام قبول کرتے رہے۔ دیکھتے دیکھتے اسلام سارے عرب میں پھیل گیا۔ اس دوران یہ خبریں پہنچیں کہ رومیوں نے شام کی سرحد پر مدینہ کے شمال میں اپنی فوجیں جمع کر لی ہیں اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے اس لشکر کو سرحد پر ہی روکنے کے لئے تیس ہزار کا ایک

بڑا لشکر تیار کیا۔ اتنا بڑا لشکر اس سے پہلے کسی جنگ کے لئے دستیاب نہیں ہوا تھا۔ میں بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ رسولؐ اللہ اس لشکر کو لے کر رجب ۰۹ ھ بمطابق اکتوبر ۶۳۰ء شام کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام تک پہنچ گئے۔ تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ خطرہ ٹل گیا ہے کیونکہ رومی فوج سرحد سے ہٹ کر دمشق چلی گئی ہے۔

رسولؐ اللہ نے تبوک کے مقام پر فوجی کیمپ لگایا اور شام کی سرحد پر آباد قبائلِ عرب کے ساتھ امن کے معاہدے کئے اور انہیں اسلامی حکومت میں شامل فرما لیا۔

تبوک سے قدرے آگے ایک علاقہ دومۃ الجندل کے نام سے مشہور تھا جو آج کل الجوف کہلاتا ہے اس علاقہ پر قبیلہ کندہ کا ایک عیسائی شہزادہ اُکیدر حکومت کرتا تھا۔ اس نے سرکشی دکھائی۔ اور آپؐ کی خدمت میں امن کے معاہدے کے لئے حاضر نہ ہوا۔ رسولؐ اللہ نے مجھے 400 سواروں کا دستہ دے کر اُکیدر کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ اُکیدر کو شکار کا بہت شوق تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ چاندنی راتیں تھیں اُکیدر رات کو نیل گائے کا شکار کرنے اپنے محل سے باہر نکلا۔ اس کا بھائی حسّان بھی اس کے ساتھ تھا اور حفاظتی دستہ بھی۔ میں نے چند ساتھیوں کو لے کر اُکیدر کا تعاقب کیا اس کے ساتھی حملہ آور ہوئے۔ اُکیدر کا بھائی حسّان مارا گیا میں نے اُکیدر کو گرفتار کر لیا اور اسے لے کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں تبوک حاضر ہوا۔ اُکیدر نے بھاری فدیہ دے کر رسولؐ اللہ کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد ہم واپس مدینہ آ گئے۔ اس کے بعد سارا سال کوئی جنگی مہم پیش نہ آئی۔

رسولؐ اللہ کی زندگی میں میری آخری مہم

اگلے سال ربیع الاول ۱۰ ھ بمطابق جولائی ۶۳۱ء میں رسولؐ اللہ نے 400 سواروں کی جماعت کا سالار بنا کر مجھے نجران کے قبیلہ بنو حارثہ کے پاس بھیجا۔ میں نے نجران پہنچ کر

اس قبیلے کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

میں نے رسول ؐ اللہ کی خدمت میں خط لکھا اور بنو حارثہ کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع دی۔ رسول ؐ اللہ بہت خوش ہوئے اور خط میں ارشاد فرمایا کہ اس قبیلے کے کچھ لوگ لے کر مدینہ آؤں۔ مجھے مدینہ سے آئے ہوئے چھ ماہ ہوگئے تھے یہ عرصہ میں نے مبلغ کے طور پر گزارا۔ شوال ۱۰ھ بمطابق جنوری ۶۳۲ء کو میں وفد لے کر رسول ؐ اللہ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۰ھ مطابق ۵/ جون ۶۳۲ء کو رسول ؐ اللہ فوت ہوگئے۔ اور اس طرح رسول ؐ اللہ کی زندگی میں میری یہ آخری مہم ثابت ہوئی۔

خلافت راشدہ میں میری جنگی خدمات

فتنۂ بغاوت میں میری خدمات

رسول ؐ اللہ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ اور عرب کے بادشاہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سارا عرب مسلمان ہوگیا تھا۔ آپ ؐ نے اپنی زندگی میں ہی دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو اسلام کا پیغام پہنچا دیا تھا لیکن رسول ؐ اللہ کی وفات کے بعد کئی عرب قبائل نے بغاوت کردی اور مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ باغی قبائل مدینہ کے شمال مشرق میں ستّر میل دور ابرق کے مقام پر اور مشرق میں چوبیس میل دور ذوالقصہ میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔ سارے عالمِ اسلام اور خود حضرت ابوبکرؓ کے لئے یہ بڑا مشکل وقت تھا۔ دشمن خوش ہو رہے تھے کہ رسول ؐ اللہ کے مرنے کے ساتھ ہی اسلام بھی دنیا سے مٹ جائے گا۔ حضرت ابوبکر کو ان باغیوں سے نمٹنے کے لئے جہاد کا اعلان کرنا پڑا۔

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر لے کر باغیوں کو ذوالقصہ اور ابرق میں سزا دی جہاں سے وہ ڈر کر بھاگ گئے اور مدینہ پر فوری حملے کا خطرہ ٹل گیا۔

لیکن نجد میں قبیلہ اسد کے سردار طلیحہ نے مدینہ کے شمال کی طرف بُزاخہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ قبیلہ بنو تمیم کے سردار مالک بن نویرہ نے مدینہ کے شمال مشرق کی طرف بُطاح میں بغاوت کر رکھی تھی اور یمامہ میں مسیلمہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کر دی تھی۔ اسی طرح تبوک اور دومتہ الجندل کے علاقوں میں قضاعہ اور ودیعہ قبائل نے بغاوت کر رکھی تھی۔

ان باغیوں سے نمٹنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے گیارہ لشکر تیار کئے اور انہیں عرب میں چاروں طرف بھیج دیا۔ ان گیارہ لشکروں میں سے ایک لشکر میرا تھا۔ مجھے طلیحہ اور مالک بن نویرہ کی طرف بھیجا گیا۔

عرب کے شمال وسطی علاقہ میں خاتمہ بغاوت کیلئے مہم

طلیحہ نجد میں بنو اسد کا سردار تھا۔ جو رسول ؐ اللہ کی زندگی میں مسلمان ہوکر اب خود جھوٹا نبی بن گیا تھا۔ اس نے کئی قبیلوں کو ملا کر بُزاخہ میں ایک بڑی فوج اکٹھی کر لی۔ ذوالقصہ اور ابرق سے بھی باغی بھاگ کر بُزاخہ میں اس کی فوج میں شامل ہوگئے تھے۔

میں جب بُزاخہ پہنچا تو طلیحہ کی فوج پہلے سے تیار تھی۔ اُس کی فوج کا سپہ سالار طلیحہ کا بھائی خبال تھا اور طلیحہ خود ایک چادر اوڑھ کر وحی کے انتظار میں ایک طرف بیٹھ کر لوگوں کو دھوکہ دے رہا تھا۔ میرے اور خبال کے لشکر کے درمیان لڑائی ہوئی خبال مارا گیا اور طلیحہ کے لشکر کی بُری طرح پٹائی ہوئی اس حالت میں لوگ بار بار طلیحہ کے پاس جا کر وحی کے بارے میں پوچھتے۔ طلیحہ اُنہیں ٹالتا رہا۔ بالآخر لوگوں کو علم ہوگیا کہ طلیحہ جھوٹا ہے۔ طلیحہ اپنی بیوی کو گھوڑے پر بٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا اور شام کی سرحد میں قبیلہ قضاعہ میں جا کر مقیم ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دوبارہ مسلمان ہوگیا۔

طلیحہ کے ساتھی میدانِ جنگ سے بھاگ گئے میں نے اُن کا پیچھا کیا اور سزا دی۔ لیکن

قبیلہ بنوغطفان والوں نے اکٹھے ہوکر ظفر کے مقام پر ایک عورت سلمٰی بنت مالک کو سردار بنا کر میری فوج کا سخت مقابلہ کیا اور بالآخر شکست کھائی۔ سلمٰی بنت مالک بنوغطفان کے ایک سردار کی بیٹی تھی اس کی ماں اُمّ قرفہ بھی ایک بلند مرتبہ خاتون تھی۔ ایک جنگ میں سلمٰی قیدی بنا کر مدینہ لائی گئی تھی جہاں رسول ؐ اللہ نے اسے کنیز بنا کر حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا۔ سلمٰی خوش نہ تھی۔ حضرت عائشہؓ نے اُسے آزاد کر دیا۔ وہ اپنے قبیلہ میں واپس آ کر قوم کی سردار بن گئی اور اس بغاوت میں اسلام کی جانی دشمن بن گئی۔ بالآخر میرے ذریعے اپنے انجام کو پہنچی۔ سلمٰی کی موت کے بعد اس علاقے نے اطاعت قبول کر لی۔ میں نے اس مہم سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ کو خط لکھا۔ حضرت ابوبکرؓ خوش ہوئے اور میری آئندہ کامیابی کے لئے دُعا فرمائی۔

بغاوت کے خاتمہ کیلئے میری دوسری مہم

طلیحہ کی مہم سے فارغ ہو کر میں مالک بن نویرہ سے نمٹنے کے لئے بڑھا۔ مالک بن نویرہ قبیلہ بنوتمیم کا سردار تھا اور بحرین سے آگے عرب کے شمال مشرق میں بُطاح میں رہتا تھا ۹ ھ میں وہ اپنے قبیلے کے ساتھ مسلمان ہوا۔ رسول ؐ اللہ نے اُسے اپنے علاقے میں زکوٰۃ اکٹھی کرنے پر مقرر فرمایا۔ کچھ عرصہ دیانتداری سے کام کرنے کے بعد رسول ؐ اللہ کی وفات کے بعد وہ باغی بن گیا۔ اس کے پاس اس وقت تک زکوٰۃ وغیرہ کی کافی رقم اکٹھی ہو چکی تھی۔

مالک بن نویرہ کی ایک رشتہ دار عورت سجاح تھی اس کی ماں عراق کی تھی۔ اس لئے سجاح بھی عیسائی ہوگئی جب عرب میں طلیحہ اور مسیلمہ وغیرہ نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے۔ تو اُسے بھی نبی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے کہا کہ نبی صرف مرد ہی نہیں ہوتے عورت بھی نبی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ سجاح نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ چار ہزار لوگوں کو اپنا مرید بنالیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ مالک بن نویرہ نے اس کا ساتھ دیا۔ پہلے انہوں نے مل کر بنوتمیم کے ان قبائل پر حملہ کیا جو سجاح کو ابھی نبی نہیں مانتے تھے تاکہ ان کو

ساتھ ملا کر مدینہ پر بھاری لشکر کے ساتھ حملہ کیا جائے۔ سجاح کو شکست ہوئی اس نے علاقہ چھوڑ دینے پر صلح کر لی۔

سجاح نے اپنے مریدوں کو یمامہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا جہاں قبیلہ بنوحنیفہ میں ایک شخص مسیلمہ نبی بنا بیٹھا تھا وہ بھی پہلے مسلمان تھا بعد میں کہنے لگا کہ رسول ؐ اللہ کی زندگی میں وہ آدھی نبوت کا مالک تھا اور رسول ؐ اللہ کی وفات کے بعد وہ پوری نبوت اور سارے ملک کا مالک ہے۔ وہ عالم اسلام کے لئے سب سے خطرناک دشمن بن گیا۔

میرا لشکر بنوتمیم کے مرکز بُطاح کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور دوسرا اسلامی لشکر عکرمہؓ لے کر مسیلمہ کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ سجّاح اور مسیلمہ دونوں اپنی اپنی جگہ گھبرائے اور دونوں نے مل کر آپس میں شادی کر لی۔ مسیلمہ نے سجاح کے حق مہر میں فجر و عشاء کی نمازیں معاف کرنے کا اعلان کیا اور اس طرح شریعت کے ساتھ بھی مذاق کیا۔

میرا لشکر جب بنوتمیم کے علاقے میں پہنچا تو سجاح کے ساتھی بھاگ گئے اور سجاح بھی بھاگ کر عراق چلی گئی۔ مالک بن نویرہ اکیلا رہ گیا اور سخت ڈر گیا۔ بُطاح پہنچ کر میں نے مالک بن نویرہ کے کسی سپاہی کو نہ پایا۔ میں نے بُطاح پر قبضہ کر کے کچھ سواروں کو بنوتمیم کی بستیوں کی طرف بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ کے حکم کے مطابق میرے سپاہی ہر بستی کے باہر اذان دیتے۔ اگر بستی والے اس کے جواب میں اذان دیتے تو اس کا یہ مطلب ہوتا کہ بستی مسلمان ہے ورنہ اس بستی پر حملہ کر دیا جاتا۔

بنوتمیم کی بستیوں کے اکثر لوگ توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہوگئے۔ مالک بن نویرہ اور اس کی بیوی کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا گیا۔

جنگِ یمامہ

بُزاخہ اور بُطاح کی مہمات سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ نے مجھے مسیلمہ کی طرف یمامہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ وہاں مسیلمہ کی نقل و حرکت دیکھنے کے لئے عکرمہؓ اور شرحبیلؓ اپنے

لشکروں کے ساتھ پہلے سے موجود تھے۔ مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار کی فوج تھی اور مسلمانوں کو اس سے پہلے کبھی اتنی بڑی فوج کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے عکرمہؓ اور شرحبیلؓ کے لشکروں کو بھی میرے ماتحت کر دیا۔ میرے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار ہوگئی۔ میں اپنے لشکر کو لے کر عقرباء کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ اور اتنی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنانے لگا۔ مسلمانوں نے ساری رات عبادت اور دعاؤں میں گزاری۔ شوال ۱۱ھ (بمطابق دسمبر ۶۳۲ء) کی ایک صبح کو مسیلمہ کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔ یہ جنگِ یمامہ کہلاتی ہے۔

بڑا سخت مقابلہ ہوا۔ پہلے مسلمان پسپا ہو کر عقرباء کے میدان سے بھاگے لیکن دوبارہ صف آراء ہو کر اپنے اپنے قبیلے کے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے۔ میں نے چند بہادروں کو چُن کر اپنا دستہ بھی بنایا اور پورے زور کے ساتھ مسیلمہ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ عقرباء کا میدان خون سے بھر گیا۔ مسیلمہ کے سپاہی بھاگنے لگے۔ مسیلمہ سات ہزار کی فوج سمیت ایک قریبی باغ میں گھس گیا جس کے اردگرد اُونچی اور مضبوط دیواریں تھیں۔ اور باغ کا دروازہ بند کر لیا۔ اسلامی فوج باغ کے اردگرد اکٹھی ہوگئی میں کسی تدبیر کی تلاش میں اپنا دماغ ٹٹولنے لگا۔ ایک تدبیر میرے دماغ میں آئی۔ ایک صحابی براءؓ بن مالک کو باغ کی دیوار کے اوپر سے باغ میں خاموشی سے داخل کر دیا گیا اور انھوں نے باغ کے پھاٹک پر مقرر دو تین سپاہیوں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ مسلمان تیزی سے باغ میں گھس گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی باغ انسانوں کے خون سے بھر گیا۔ مسیلمہ ہار ماننے کے لئے تیار نہ تھا اس کے مرید اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو چکا تھا وہ بھی میری فوج میں شامل تھا۔ اس نے نشانہ باندھ کر اپنا نیزہ مسیلمہ کی طرف پھینکا۔ نیزہ مسیلمہ کے پیٹ میں لگا۔ مسیلمہ زمین پر گرا اور ایڑیاں رگڑتا ہوا مر گیا۔ وحشی کہا کرتا تھا کہ میں نے حالتِ کفر میں

ایک بہترین انسان یعنی رسولؐ اللہ کے چچا حمزہؓ کو اور حالتِ اسلام میں ایک بدترین انسان یعنی مسیلمہ کو قتل کیا۔ جنگ رات تک ہوتی رہی۔ اس جنگ میں مسیلمہ کی فوج کے اکیس ہزار لوگ مارے گئے اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔

میں نے یمامہ کے نزدیک اپنا صدر مقام بنایا اور وہیں مقیم ہو کر اگلی فوجی کارروائی کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد جب باقی لشکروں نے بھی اس فتنۂ کا اپنے اپنے علاقہ میں خاتمہ کر لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے مجھے یہاں سے فارس کی زبردست شہنشاہی سے ٹکر لینے کا حکم دیا۔

سلطنتِ فارس سے ٹکر

جنگِ یمامہ کے بعد میری فوج کا بیشتر حصہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگیا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم کے مطابق ان لوگوں کو واپس بھیج دیا گیا تھا جو جنگِ یمامہ کے بعد اپنے گھر جانا چاہتے تھے۔ اور میرے پاس صرف دو ہزار فوج بچ گئی۔ ان حالات میں مجھے خلیفۂ وقت کی طرف سے فارس میں جہاد کرنے کا حکم ملا۔ یہ کوئی معمولی حکم نہ تھا کیونکہ فارس اور روم کی حکومتیں اس زمانہ میں دنیا کی سب سے بڑی حکومتیں تھیں جن کے ناموں سے ہی دنیا دہلتی تھی۔

اس زمانے میں فارس کی حکومت تقریباً تمام براعظم ایشیا تک چھائی ہوئی تھی۔ فارس جسے ایران بھی کہتے ہیں کا دارالحکومت مدائن تھا یمن اور عراق وغیرہ فارس کے صوبے تھے جو عرب کی سرحدوں کے ساتھ ساتھ تھے۔ فارس کا شہنشاہ کسریٰ کہلاتا تھا۔ نبی کریم کے زمانے میں خسرو پرویز کسریٰ فارس یعنی فارس کا شہنشاہ تھا۔

آپؐ نے ۷ھ میں اسے ایک خط لکھا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ خسرو پرویز نے غصے میں آکر خط پھاڑ ڈالا۔ اور فارس کے صوبہ یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ وہ

اس عربی نبیؐ کو گرفتار کرلے۔ جب باذان کے سپاہی رسولؐ اللہ کو گرفتار کرنے مدینہ پہنچے تو رسولؐ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے خبر دی کہ خسرو کو اس گستاخی کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے اسی کے بیٹے سے قتل کروادیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باذانؔ یہ معجزہ دیکھ کر اپنے قبیلے سمیت مسلمان ہوگیا اور یمن کا صوبہ فارس کی حکومت سے نکل گیا۔ اس لئے فارسیوں کو مسلمانوں سے اور بھی زیادہ دشمنی ہوگئی۔ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو اوپر سے مسلمان اور اندر سے اسلام کے دشمن تھے اُنہیں منافق کہتے ہیں۔ اسی طرح مدینہ میں یہودی بھی رہتے تھے۔ اور یہ دونوں مسلمانوں کے دشمن تھے۔ جب انہیں مدینہ میں سے نکالا گیا تو انہوں نے بھی فارسیوں کو عرب پر حملہ کرنے کے لئے اُبھارا۔

رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد جب عرب میں بغاوت کا فتنہ بلند ہوا۔ تو فارس نے عرب پر حملہ کرنے کے لئے اپنی فوجیں عراق میں جمع کردیں اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے مثنیٰ بن حارثہ کو ایک چھوٹا سا دستہ دے کر عراق کی طرف روانہ کیا تاکہ چھاپے مار مار کر عراقی رئیسوں کو ڈرائے اور بغاوت ختم ہونے تک فارس کو عرب پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اب بغاوت کا فتنہ ختم ہوچکا تھا اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے مجھے جنوبی عراق میں جہاد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میرے پاس صرف دو ہزار کی فوج رہ گئی تھی۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا انہوں نے ایک شخص قعقاع بن عمرو کو مدینہ سے کمک کے طور پر روانہ فرمایا۔ ادھر عراق میں جہاد کا اعلان سُن کر میری فوج کے وہ لوگ بھی آگئے جو جنگِ یمامہ کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلے گئے تھے اور میری فوج روانہ ہونے سے پہلے دس ہزار تک پہنچ گئی۔ میں یمامہ سے روانہ ہوا۔ راستے میں مثنیٰ کی فوج بھی میرے ساتھ شامل ہوگئی اسی طرح اور بھی کئی لوگ جنہوں نے عراق کے جہاد کا سُنا تھا میری فوج میں آ آ کر شامل ہوتے رہے۔ اور میری فوج میں اٹھارہ ہزار مسلمان اکٹھے ہوگئے یہ جنگ کے لئے مسلمانوں کی

ایک بڑی تعداد تھی۔ میں ان کا سپہ سالارِ اعظم تھا۔

عراق کا علاقہ جہاں مجھے جہاد کرنے کا حکم ملا فارس کا سب سے قیمتی علاقہ تھا جس میں پاکستان کے دریائے سندھ اور مصر کے دریائے نیل جیسے دو بڑے بڑے دریا دجلہ اور فرات بہتے ہیں۔ طیسفون اور حیرا اس کے دو بڑے بڑے شہر تھے۔ طیسفون دریائے دجلہ کے دونوں طرف پھیلا ہوا تھا اور فارس کا دارالحکومت تھا عرب اسے مدائن کہتے تھے۔ حیرا دریائے فرات کے کنارے ایک مشہور شہر تھا جہاں ہر طرف چمک دمک اور چہل پہل نظر آتی تھی اس کے علاوہ اُبلّہ عراق کی مشہور بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، چین اور کئی دوسرے ملکوں کے جہاز رُکتے تھے۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے یمامہ سے اُبلّہ ہی جانے کا حکم دیا تھا۔

فارس کی فوج اپنے زمانہ کی سب سے طاقتور فوج تھی ان کے پاس اس زمانہ کے بہترین اور مضبوط جنگی ہتھیار تھے۔ ان کے مقابلے میں میری فوج میں معمولی تجربہ رکھنے والے لوگ تھے اور ان کے پاس سامانِ جنگ بھی معمولی قسم کا تھا تاہم خلیفۂ وقت کی دعائیں ہمارے ساتھ تھیں اور ہمیں خدا کی ذات پر بھروسہ تھا۔

جنگِ سلاسل

میں نے یمامہ سے روانہ ہوتے وقت عراقی سرحد کے حکمران ہُرمز کو خط لکھا کہ ''اسلام پر ایمان لاؤ اور سلامت رہو یا ہماری پناہ میں آجاؤ اور جزیہ ادا کرو۔ ورنہ میں ایسے لوگوں کو لے کر آرہا ہوں جنہیں موت اتنی ہی پیاری ہے جتنی تمہیں زندگی۔''

ہُرمز نے کسریٰ فارس کو اس کی اطلاع دی اور خود ایک بھاری فوج لے کر یمامہ سے اُبلّہ جانے والے راستہ پر کاظمہ کے مقام پر مجھے روکنے کے لئے صف آرا ہوگیا۔ اس کی فوج کے سپاہی راستہ روکنے کے لئے آپس میں لوہے کی زنجیریں باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے اصل راستہ بدل لیا اور اُبلّہ کے دوسری طرف حفیر کے مقام پر پہنچ گیا۔ جب ہُرمز کو

علم ہوا تو وہ اپنی فوج لے کر حفیر چلا آیا۔ میں ایک اور راستے سے جو صحرا میں سے گزرتا تھا اپنی فوج لے کر کاظمہ پہنچ گیا۔ ہرُمز کو پھر کاظمہ آنا پڑا۔ میں نے ہرُمز کی زنجیریں پہنی ہوئی فوج کو تھکانے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا تھا۔ کاظمہ پہنچ کر میری اور ہُرمز کی انفرادی لڑائی ہوئی میں نے ہُرمز کو زمین پر ِگرا لیا۔ ہرمز کے کچھ سپاہی دھوکہ دے کر تلواروں سے مجھ پر جھپٹے میری فوج انفرادی جنگ میں عہد شکنی نہیں کرسکتی تھی قریب تھا کہ میں مارا جاتا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک آدمی پر مشتمل کمک قعقاع بن عمرو عین اس وقت پہنچا اور اس نے ہرمز کے ان آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ہُرمز میرے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا تاج جس میں قیمتی ہیرے جڑے ہوئے تھے میرے قبضے میں آیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی اور ہُرمز کی فوج کو شکستِ فاش ہوئی۔ میں نے اُبلّہ پر قبضہ کرلیا اور بہت سا مالِ غنیمت اور ہُرمز کا تاج حضرت ابوبکرؓ کے پاس مدینہ بھیجا۔ اور فتح کی خوشخبری دی۔ حضرت ابوبکرؓ بہت خوش ہوئے انہوں نے تاج مجھے واپس کر دیا اور فرمایا۔ ''یہ تمہارا حق ہے۔'' وہ ایک قیمتی تاج تھا میں نے اسے ایک لاکھ درہم میں بیچا۔ یہ جنگِ سلاسل یعنی زنجیروں والی جنگ کہلاتی ہے جو کہ محرم ۱۲ھ مطابق اپریل ۶۳۳ء میں ہوئی۔

وسطی عراق کی فتح

اس کے بعد ربیع الاوّل ۱۲ھ مطابق جون ۶۳۳ء تک میں نے دجلہ وفرات کا درمیانی علاقہ بھی فتح کرلیا اور وہاں سے دو خطوط مدائن بھیجے۔ ایک دربارِ فارس میں اور دوسرا فارس کے عوام کے نام جن میں انہیں دعوت دی کہ مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلو اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے لیکن وہاں سے کوئی جواب نہ آیا۔

سلطنتِ رُوم سے ٹکر

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ اُس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی حکومتیں دو تھیں روم اور

فارس۔ یہی دو حکومتیں تقریباً ساری دُنیا پر حکومت کرتی تھیں۔

پہلے روم کی حکومت تمام یورپ، مصر اور ایشیائے کوچک تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کا مرکز اٹلی کا شہر روم تھا بعد میں اس حکومت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ مغربی حصے کا دارالحکومت تو روم ہی رہا لیکن مشرقی حصے کا دارالحکومت قسطنطنیہ ہوگیا۔ مشرقی روم کا شہنشاہ بھی قیصر روم کہلاتا تھا اور اس کا نام ہرقل تھا۔ ہرقل کی حکومت میں مصر، حبشہ، فلسطین، شام، ایشیائے کوچک اور بلقان کے ممالک تھے۔ ہرقل کی حکومت مذہباً عیسائی حکومت تھی۔

سلطنت روم میں شام ایک خوبصورت علاقہ تھا۔ اور اس کی سرحدیں جنوب میں عرب کے ساتھ ملتی تھیں۔ حلب، حمص، دمشق، شام کے بڑے بڑے شہر تھے۔ شام کے مغرب میں انطاکیہ، بیروت، صور، عکّہ، جافہ، بحیرہ اور روم کے ساحل پر اس کی مشہور بندرگاہیں تھیں۔ جنوبی شام اور اردن پر عرب قبیلہ غسّان کی نیم خودمختار حکومت تھی۔ اور ان کا دارالحکومت بصریٰ تھا۔ بصریٰ رومیوں کا ایک اہم سرحدی شہر تھا۔

اہل شام کو مسلمانوں کے ساتھ مذہبی عداوت تھی۔ ۷ھ میں بصریٰ کے حاکم نے رسولؐ اللہ کے اس قاصد کو قتل کر دیا تھا جو اس کے پاس رسولؐ اللہ کا تبلیغی خط لے کر گیا تھا۔ ان سے دو جنگیں رسولؐ اللہ کے زمانے میں ہو چکی تھیں جو جنگِ موتہ اور غزوہ تبوک کے نام سے مشہور ہیں۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد جب تمام عرب میں بدامنی پیدا ہوئی تو ہرقل نے اپنی فوجیں شام میں جمع کرنی شروع کر دیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے ۱۲ھ کے آخر (بمطابق آغاز ۶۳۴ء) میں ایک دستہ شام کی سرحد پر تیما کے مقام پر بھجوایا۔ اس دستے کا امیر میرا ہم نام ایک شخص خالدؓ بن سعید تھا۔ رومیوں نے مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی۔ خالدؓ بن سعید نے حالات حضرت ابوبکرؓ کو لکھے اور باقاعدہ جنگ کی اجازت مانگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دے دی اور عکرمہؓ بن ابی جہل کو خالدؓ بن سعید کی مدد کے لئے بھیجا۔

خالدؓ بن سعید کا ٹکراؤ ایک رومی دستے سے ہوا جس کا سپہ سالار باہان نامی ایک مشہور

جنگجو تھا۔ اس نے خالدؓ بن سعید کے لشکر کو اپنے نرغے میں پھنسا لیا۔ اتنے میں عکرمہؓ پہنچ گئے اور مسلمانوں کو اس نازک صورتِ حال سے نکالا۔

شام میں خطرناک حالات پیدا ہو رہے تھے۔ ہرقل بڑی کثرت سے افواج شام میں اکٹھی کر رہا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ۱۲ھ کے حج سے فارغ ہو کر شام میں جہاد کرنے کا اعلان فرمایا۔ مسلمانوں نے ہزاروں کی تعداد میں عرب کے اندر چاروں طرف سے مدینہ پہنچ کر شام کے جہاد کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے شام میں جہاد کرنے کے لئے سات سات ہزار کے چار لشکر بنائے اور ان میں مندرجہ ذیل سالار مقرر فرمائے اور ان کے لئے الگ الگ محاذ مقرر فرمائے۔

۱۔ حضرت عمروؓ بن العاص	فلسطین
۲۔ حضرت یزیدؓ بن ابوسفیان	دمشق
۳۔ حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ	اردن
۴۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح	حمص

حضرت ابو بکرؓ نے نصیحت فرمائی کی ہر ایک سالار ایک دوسرے سے رابطہ رکھے۔ اور اگر اکٹھے ہو کر لڑنے کی نوبت آئے تو ان سب کے سپہ سالار ابوعبیدہؓ بن الجراح ہوں گے جو کہ رسولؐ اللہ کے پُرانے صحابی تھے اور ان دس پاکبازوں میں سے تھے جنہیں رسولؐ اللہ نے انہیں ان کی زندگی میں ہی جنت کی خوش خبری دے دی تھی۔ اور جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یہ لشکر ایک ایک دن کے وقفے سے صفر ۱۳ھ (بمطابق اپریل ۶۳۴ء) میں مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ہرقل خود قسطنطنیہ سے شام آیا اور مسلمانوں سے آٹھ گنا لشکر تیار کیا۔

حضرت ابو بکرؓ کو جب اس صورتِ حال کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ''واللہ! میں خالد بن ولید کے ذریعے رومیوں اور شیطان کے ساتھیوں کو نیست و نابود کروں گا۔'' (طبری)

چنانچہ آپ نے مجھے عراق خط لکھا کہ نصف فوج لے کر فوراً شام پہنچوں اور اسلامی فوج کے سپہ

سالار کی حیثیت سے خدمات سرانجام دوں۔

صحرا کا خطرناک سفر

اٹھارہ ہزار میں سے نو ہزار فوج لے کر میں ربیع الاوّل ۱۳ھ (بمطابق جون ۶۳۴ء) کو حیرا سے روانہ ہوا۔ شام پہنچنے کے لئے میں نے ایک راستے کا انتخاب کیا جو ایک لق و دق صحرا میں سے گزرتا تھا۔ یہ راستہ تمام معلوم راستوں سے چھوٹا تھا۔ اگر ہم معروف راستوں سے جاتے تو رومی فوجیں ہمارا راستہ روک لیتیں۔ اور ہم اصل محاذ پر نہ پہنچ سکتے۔ ہم نے یہ انتہائی خطرناک سفر پانچ دنوں میں ختم کیا۔ جُون کا مہینہ، گرم موسم اور دھوپ کی شدت سے صحرا کی تپتی ہوئی ریت اور پانی کا نام و نشان تک نہ تھا تاہم بڑی ہمت اور دعاؤں سے یہ سفر مکمل ہوا۔ اور ہم پانچویں دن شام کی سرحد پر سویٰ کے مقام پر پہنچے۔

تکمیلِ سفر

یہاں میں نے اپنی فوج کا معائنہ کیا اور انہیں بلند ہمت پایا۔ میں نے نہ خود آرام کیا اور نہ اپنی فوج کو آرام کرنے کی اجازت دی اور دمشق کی طرف بڑھنا شروع کیا راستے میں میں نے کئی چھوٹی چھوٹی فتوحات حاصل کیں۔ تین روز کے سفر کے بعد ہم دمشق سے بیس میل دور ایک پہاڑی کے پاس پہنچے۔ یہاں ایک درّہ تھا میں نے درّے کے سب سے اونچے حصے پر پہنچ کر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ یہ درّہ میرے جھنڈے کے نام پر بعد میں ثنیۃ العقاب (یعنی درّۂ عقاب) مشہور ہوگیا۔ یہاں سے میں نے ابوعبیدہؓ کو بصریٰ کے قریب ملنے کے لئے پیغام بھیجا اور میں خود دمشق کو ایک طرف چھوڑتا ہوا بصریٰ کی طرف روانہ ہوا۔

بصریٰ کی فتح

حضرت ابوعبیدہؓ دریائے یرموک کے شمال مشرق میں حوران کے ضلع پر پہلے ہی قابض

ہو چکے تھے ۔ یزید اور شرحبیلؓ کے لشکر بھی اُن کے ماتحت تھے ۔ وہ وہاں سے بصریٰ کی طرف بڑھے ۔ بصریٰ دمشق کے قریب رومیوں کا ایک اہم سرحدی قصبہ تھا اور جنوبی شام اور اردن کا حکمران وہاں رہتا تھا۔ بصریٰ کی حفاظت کے لئے رومیوں کی ایک بھاری فوج وہاں موجود تھی میری ملاقات ابوعبیدہؓ سے بصریٰ کے محاذ پر ہوئی۔

بصریٰ میرے پہنچنے پر جمادی الاوّل ۱۳ھ (بمطابق جولائی ۶۳۴ء) کو فتح ہوا۔ بصریٰ پہلا اہم شہر تھا جو مسلمانوں نے شام میں فتح کیا۔ بصریٰ کی فتح کی خبر میں نے حضرت ابو بکرؓ کو بھجوائی اور شام کی سرحد میں داخل ہونے والی جنگی کامیابیوں سے اُن کو آگاہ کیا اور مالِ غنیمت بھی بھجوایا۔

اجنادین کی فتح

ہرقل کو جب میری آمد اور بصری کی فتح کا علم ہوا تو اس نے اپنی فوجیں اجنادین میں جمع کرنی شروع کر دیں۔ اجنادین کے قریب شام، فلسطین اور اردن کی سرحدیں آپس میں ملتی تھیں ۔ ہرقل کا مقصد یہ تھا کہ دمشق، فلسطین اور اردن کی طرف جانے والی اسلامی فوجوں کو اجنادین کے قریب شکست دے کر واپس صحرا میں بھگا دیا جائے ۔ چنانچہ ہرقل کی اجنادین میں نوّے ہزار کی تعداد میں فوجیں جمع ہوگئیں۔

اسلامی فوجوں نے جولائی ۶۳۴ء کے تیسرے ہفتے میں بصریٰ سے اجنادین کی طرف کوچ کیا۔ اس لشکر کی عجیب شان تھی۔ خدا اور رسولؐ کے سچے عاشق اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے جا رہے تھے ۔ اس فوج کی نہ تو کوئی باقاعدہ وردی تھی اور نہ اسے عام ملکوں کی فوجوں کی طرح سہولتیں حاصل تھیں۔ اپنے اپنے سادہ لباسوں میں ملبوس۔ سادہ ہتھیاروں کے ساتھ سردیوں کے موسم میں یہ فوج اپنے سے تین چار گنا زیادہ طاقتور فوج کا مقابلہ کرنے جا رہی تھی۔ نہ تو ان کے لئے باقاعدہ سڑکیں بنتی تھیں اور نہ ان کے لئے

باقاعدہ خوراک کا انتظام تھا۔ پانی اور کھجوروں پر گزارہ کر کے یہ فوج اجنبی راستوں پر آگے بڑھ رہی تھی۔

اجنادین پہنچ کر میں نے اپنی فوجوں کا معائنہ کیا۔ اور اُنہیں کئی گنا فوج کے مقابلے پر ثابت قدم رہنے اور اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لئے کہا۔ ادھر رومی فوج کے سپہ سالار نے بھی اپنے افسروں کے سامنے تقریر کی اور انہیں بتایا کہ وہ ایک ایک مسلمان کے مقابلے پر تین تین ہیں۔ اس لئے وہ خوب ڈٹ کر لڑیں۔

لڑائی شروع ہونے سے پہلے رومیوں نے ایک عرب عیسائی میری فوجوں کی جاسوسی کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس نے واپس جا کر رومی سپہ سالار کو بتایا کہ مسلمان تعداد میں تو ہم سے بہت تھوڑے ہیں لیکن ہم اُن سے کبھی جیت نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے مرد دن کو میدانِ جنگ میں لڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرتے ہیں جبکہ ہمارے فوجی راتوں کو شراب پیتے ہیں اور برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرنے کی بجائے زمین میں دھنس جانا زیادہ بہتر ہوگا۔

میں نے ۲۸/ جمادی الاوّل ۱۳ھ (بمطابق ۳۰/جولائی ۶۳۴ء) کو اسلامی فوج کو میدانِ جنگ کے لئے وسیع کر کے پھیلا دیا۔ تا کہ انہیں رومی فوج گھیرے میں نہ لے سکے۔

لڑائی شروع ہونے سے قبل ایک رومی افسر میرے ساتھ بات کرنے کے لئے آگے آیا اور کہنے لگا ''اے عرب! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تو نے ایک ایسے ملک پر چڑھائی کی ہے جس میں کسی بادشاہ کو بھی داخل ہونے کی ہمت نہیں پڑی۔ دیکھو ہمارے پاس ریت کے ذرّوں کی طرح لاتعداد فوج ہے تم اگر اپنی فوج کو اس ملک سے نکال لو تو تمہارے ہر سپاہی کو ایک دینار اور ایک قبا اور ایک عمامہ عطا کیا جائے گا اور خود تمہیں سو دینار۔ سو قبائیں اور سو عمامے دیئے جائیں گے۔ یہ ہے پیغام رومی فوجوں کے سپہ سالار کی طرف سے۔

میں نے جواب دیا ''ہمارے پاس تین ہی باتیں ہیں جن میں سے ایک مان لو۔ یا

اسلام قبول کرو یا جزیہ دو یا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس کے بغیر مسلمانوں کے ملک چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دینار اور قبائیں تو ہمیں فتح کے بعد مل ہی جائیں گے۔''

رومی افسر نے واپس جا کر اپنے رومی سپہ سالار کو میرا جواب پہنچایا۔ میرا جواب سُن کر وہ غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ وہ ایک ہی حملہ میں مسلمانوں کو نیست و نابود کر دے گا۔ چنانچہ سورج ڈھلنے کے بعد رومی فوج نے حملہ کر دیا۔ کچھ مسلمان شہید ہوئے مسلمانوں نے آگے بڑھ کر جواباً حملہ کیا اور رات ہو گئی۔

رات کو رومی سپہ سالار وردان نے میرے پاس ایک ایلچی بھیجا کہ وہ کل میرے ساتھ ملاقات کر کے صلح کی بات کرنا چاہتا ہے دراصل وہ مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ اس کا علم مجھے اس طرح ہوا کہ جو عیسائی عرب ایلچی بن کر آیا اس پر میرا اتنا رعب طاری ہوا کہ اس نے مجھے سارا منصوبہ بتا دیا اور بتایا کہ ملاقات کے وقت رومی فوج کے دس سپاہی ایک قریبی ٹیلے کے پیچھے چھپے ہوں گے جو مجھے ملاقات کے دوران قتل کر دیں گے۔

منصوبہ چونکہ معلوم ہو چکا تھا اس لئے ہمارے دس آدمیوں نے اس موقع پر پہلے ہی جا کر ان دس رومی سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کی وردیاں خود پہن لیں۔

جب میں اور وردان ملاقات کے لئے اپنی فوجوں سے آگے بڑھے تو وردان نے عربوں کے بارے میں حقارت کا اظہار کیا۔ میں نے اسے اسلام قبول کرنے یا جزیہ دینے کی شرط پر صلح کرنے کے لئے کہا۔ اس نے دس چھپے ہوئے رومیوں کو اشارہ کیا رومی لباس پہنے ہوئے دس سپاہی ٹیلے کے پیچھے سے تلواریں لے کر نمودار ہوئے لیکن وہ تو میرے سپاہی تھے۔ انہیں دیکھ کر وردان گھبرایا۔ ان جاں نثاروں کے قائد ضرار نے وردان کو ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔

رومیوں کے سپہ سالار کی موت کی خبر رومی فوجوں پر بجلی بن کر گری۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ لڑائی میں ان کے تمام بڑے بڑے سالار مارے گئے اور میدانِ جنگ میں

اپنی پچاس ہزار لاشیں چھوڑ کر یروشلم کی طرف بھاگ کر پناہ گزیں ہو گئے۔ اس جنگ میں چار سو پچاس مسلمان شہید ہوئے۔ اجنادین فتح ہو گیا۔ مدینہ اطلاع پہنچی تو مدینہ کی فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ جنگ اجنادین کی کامیابی نے شام کو فتح کرنے کے لئے راستہ کھول دیا۔

دمشق کی تسخیر

اجنادین کی جنگ سے فارغ ہو کر میں اپنی فوج کو لے کر یروشلم کے جنوب میں اس شہر سے قدرے ہٹ کر دمشق کی طرف بڑھا۔ ایک دو مقامات پر رومیوں نے ہمارا راستہ روکا لیکن شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ میں بالآخر اپنی فوج لے کر دمشق پہنچ گیا۔

دمشق کو ملکِ شام کی جنت کہا جاتا تھا۔ یہ ایک قلعہ نما شہر تھا۔ جس کی دیواریں پینتیس فٹ اونچی تھیں اور شہر میں داخل ہونے کے لئے چھ دروازے تھے۔ دمشق میں رومی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اس شہر میں ہرقل کی بیٹی اور اس کا خاوند رہتا تھا۔ ہرقل کے داماد کا نام توما تھا اور وہی ان فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ اس کے ماتحت بڑے تجربہ کار سالار تھے۔ توما کے نائب کا نام عزازیر تھا جو بہت تجربہ کار جرنیل تھا۔ ہرقل نے انطاکیہ سے پانچ ہزار کی فوج کو دمشق کی فوج کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اس کے سالار کلوس نے شہنشاہ روم سے وعدہ کیا کہ ''وہ میرا سر نیزے پر مار لائے گا۔''

توما کو ہماری آمد کا علم ہوا تو اس نے کھانے پینے کی چیزیں کثرت سے شہر میں جمع کر لیں تا کہ پوری طرح میرا مقابلہ کر سکے۔

میں نے اپنی فوجوں کو نئے سرے سے منظّم کیا اور اپنے ساتھ عراق سے آئے ہوئے لشکر میں سے چار ہزار گھوڑسواروں پر مشتمل ایک متحرک دستہ تیار کیا۔

مرج الصُّفر کے مقام پر رومی لشکر نے میرا راستہ روکنا چاہا۔ ۱۹ / جمادی الاوّل ۱۳ھ

(بمطابق ۱۹ اگست ۶۳۴ء) کولڑائی شروع ہوئی چونکہ ابھی کچھ فوج پیچھے سے آرہی تھی اس لئے میں نے رومیوں کو انفرادی لڑائی میں مصروف رکھا۔ ضرارؓ۔ شرحبیلؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور کئی اور نوجوانوں نے بڑے بڑے رومی افسروں کو انفرادی لڑائی میں ہلاک کیا۔ رومیوں نے مجھے انفرادی مقابلے کے لئے بُلایا میرے ہاتھوں کلوسؔ اور عزازیرؔ دونوں گرفتار ہوئے میں نے انہیں زنجیروں سے جکڑ کر قید کرلیا۔ اتنے میں باقی فوج بھی ابوعبیدہؓ اور عمروؓ لے کر آگئے اور باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔ دشمن بھاگ کر دمشق کے قلعہ میں پناہ گزین ہوگئے۔

اگلے روز ۲۰ رجمادی الاوّل ۱۳ھ (بمطابق ۲۰ راگست ۶۳۴ء) کو مسلمان فوج نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ دمشق کے اندر پندرہ سولہ ہزار رومی فوج اور شہر کے باشندے اور اردگرد کے شہروں اور دیہاتوں کے لوگ پناہ گزین تھے۔

ہماری فوج کے مختلف دستے دمشق کے قلعہ کے باہر چھ دروازوں پر مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ مشرقی دروازہ کی طرف میں تھا۔ مغرب میں ابوعبیدہؓ تھے۔ شمال کی طرف شرحبیلؓ اور عمروؓ اور جنوب میں یزیدؓ اپنے اپنے دستے لے کر موجود تھے۔ ضرارؓ جس نے اجنادین میں رومی سپہ سالار کے ساتھیوں کو مارا تھا دو ہزار سواروں کے متحرک دستے کے ساتھ رات کو قلعے کے دروازوں کے درمیان خالی حصوں پر گشت کیا کرتا تھا۔

رومی قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تیر اور پتھر برسا رہے تھے اور اس طرح محاصرے کو تین ہفتے گزر گئے۔

ہرقل نے دمشق والوں کے کھانے پینے کے سامان سمیت دس بارہ ہزار کی فوج حمص کے راستے روانہ کی۔ میں نے ضرارؓ کو پانچ ہزار سواروں کا دستہ دیا اور ان فوجوں کو روکنے کے لئے روانہ کیا۔ درّۂ عقاب کے پاس ضرارؓ نے ہرقل کی فوج پر حملہ کردیا۔ ہرقل کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی اس لئے انہوں نے ضرارؓ کو گرفتار کرلیا۔ مجھے اطلاع ہوئی تو میں آدھی رات

کے وقت رومی فوجوں کو بے خبر چھوڑ کر چار ہزار سواروں کا متحرک دستہ لیکر درّۂ عقاب کی طرف گیا اور صبح تک وہاں پہنچ گیا۔ جنگ جاری تھی میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک سوار پیچھے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس سے گزرا اس کے چہرہ پر نقاب تھا وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا رومی لشکر میں جاتا اور حملہ کرکے تیزی سے واپس آجاتا میں اس نقاب پوش کی بہادری سے بہت متاثر ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اپنا چہرہ تو دکھاؤ! اس نے کہا کہ میرا نام خولہؓ ہے اور میں ضرارؓ کی بہن ہوں اور میرا چہرہ تم نہیں دیکھ سکتے کیونکہ میں ایک مسلمان لڑکی ہوں اور پردہ کرتی ہوں۔ میں ضرارؓ اور خولہؓ کے بہادر خاندان سے بہت متاثر ہوا۔ اس دوران رومی ضرارؓ کو گرفتار کرکے حمص کی طرف لے گئے۔ میں نے ضرارؓ کے نائب رافعؓ کو ایک سو سواروں کے ساتھ حمص روانہ کیا۔ ان سواروں میں خولہؓ بھی شامل تھی جو آخر کار اپنے بھائی کو دشمن سے رہا کر کے لے آئی۔

ضرارؓ واپس آگیا۔ مسلمان دستے نے دشمن پر اتنا زور ڈالا کہ وہ شکست کھا کر حمص کی طرف واپس بھاگ گئے اور دمشق کو کمک نہ پہنچ سکی۔

میں واپس دمشق آگیا اور محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ بڑا سخت تھا محاصرہ توڑنے کی توؔمانے بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

میں راتوں کو جاگ جاگ کر دمشق میں داخل ہونے کے منصوبے سوچتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے پتہ چلا کہ دمشق کے بڑے پادری کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے اور دمشق والوں نے اس خوشی میں رات خوب شراب پی ہے اور مست ہو کر سوئے پڑے ہیں۔ میں نے اس وقت اندر داخل ہونے کی سکیم بنائی اور فوج کو ہدایت کی کہ جب وہ اللہ اکبر کی آواز سنیں تو فوراً شہر کی فصیل کے پھاٹک پر حملہ کردیں۔

میں چند آدمیوں کو لے کر فصیل کے اندر اُترنے میں کامیاب ہوگیا۔ پھاٹک کے محافظوں کو قتل کرکے پھاٹک کھول دیا اور اللہ اکبر کے نعرے لگائے جسے سنتے ہیں ساری فوج

شہر کے اندر داخل ہوگئی۔ دمشق والے اس اچانک حملے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے وہ اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکے اور اس طرح ۱۹ رجب ۱۳ھ (بمطابق ۱۸ ستمبر ۶۳۴ء) کو دمشق فتح ہوگیا۔

توما نے اندازہ لگایا کہ قلعے کے دوسرے دروازوں پر کوئی جنگی کارروائی نہیں ہورہی۔ اس نے یہاں ایک چال چلی۔ جس دروازے سے میں داخل ہوا اس کے بالکل مخالف سمت میں مغربی دروازے پر ابوعبیدہؓ سے رابطہ قائم کیا اور انہیں حالات سے بے خبر پا کر نہایت چالاکی سے دمشق کا قلعہ پُرامن طور پر مسلمانوں کے حوالے کرنے اور جزیہ ادا کرنے کی پیشکش کی۔ ابوعبیدہؓ نے رومیوں کے ہتھیار ڈالنے کی شرائط قبول کرلیں۔

صبح ہوئی تو ابوعبیدہؓ ایک طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ دمشق کے مغربی دروازے سے امن وامان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے دوسری طرف سے میں تلوار کے زور سے دمشق کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ شہر کے عین مرکز میں ہماری ملاقات ہوئی اور دونوں کو صحیح صورتِ حال کا پتہ چلا لیکن چونکہ باقاعدہ معاہدہ ہوچکا تھا اس لئے میں نے اپنا فتح کیا ہوا علاقہ بھی واپس کردیا اور ابوعبیدہؓ کی شرائط کے ساتھ توما کے ساتھ امن معاہدے پر دستخط کئے۔

سپہ سالار کے عہدے سے برطرفی

۲ شعبان ۱۳ھ (بمطابق یکم اکتوبر ۶۳۴ء) کو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے نام ایک خط لکھا اس میں دمشق کی فتح اور ابوعبیدہؓ کی سادگی اور معاہدے کا ذکر کیا۔

ابھی یہ خط قاصد لے کر روانہ ہونے ہی والا تھا کہ ابوعبیدہؓ مجھے ایک طرف لے گئے اور بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ فوت ہوچکے ہیں اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہوچکے ہیں اور انہوں نے مجھے وہ خط دکھایا۔ جو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے نام لکھا تھا میں نے اس میں پڑھا کہ حضرت ابوبکرؓ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ (بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء) کو فوت ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ

خلیفہ بن گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس میں یہ بھی لکھا ''میں تمہیں خالدؓ بن ولید کی فوج کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں۔''

یہ خط ابوعبیدہؓ کو دمشق کے محاصرے کے دوران ہی مل گیا تھا لیکن انہوں نے اس نازک صورت حال اور فوج کی میرے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے دمشق فتح ہونے تک اس راز کو چھپائے رکھا۔

۳ شعبان ۱۳ھ (بمطابق ۲ اکتوبر ۶۳۴ء) کی صبح کو لشکرِ اسلام کو اکٹھا کر کے حضرت ابوبکرؓ کی وفات اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ دمشق میں مقیم لشکرِ اسلام نے حضرت ابوبکرؓ کی نمازِ جنازہ غائب پڑھی اور حضرت عمرؓ کی بیعت کا اقرار کیا۔ اس کے بعد سپہ سالار کی تبدیلی کا اعلان کیا گیا۔

میں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ایک عام سپاہی کے طور پر جنگیں لڑنے کا عہد کرلیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت میری جنگیں

اس واقعہ کے جلد بعد دمشق کے قریب ابوالقدس کے مقام پر حضرت ابوعبیدہؓ نے عبداللہ بن جعفرؓ کو ایک مہم پر بھیجا انہیں رومی فوجوں نے گھیرے میں لے لیا۔

ابوعبیدہؓ مجھے کچھ کہتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے انہوں نے مجھے عبداللہ کی مدد کے لئے کہا۔ میں نے عرض کیا۔ ''واللہ اگر حضرت عمرؓ کسی کم عمر بچے کو بھی میرا امیر بنا دیتے تو میں اس کی بھی اطاعت کرتا۔ میں نے تو اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کی ہوئی ہے۔''

چنانچہ میں گیا اور عبداللہ اور دوسرے مسلمانوں کی جان بچائی۔

میرے دل میں ابوعبیدہؓ کی بہت عزت تھی وہ ایک بزرگ انسان تھے میرے دوست تھے اور ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ رسولؐ اللہ نے ان کو ان دس خوش قسمت اصحاب

میں شامل فرمایا تھا جن کو اسی زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی تھی اور وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے تھے۔

حضرت ابو عبیدہؓ بھی میرے بہت قدر دان تھے اور ضروری کاموں میں مجھ سے ضرور مشورہ لے لیا کرتے تھے۔

جنگِ یرموک

مسلمان شام کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے ہرقل نے شدید انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے تمام ملکوں سے ایک زبردست فوج تیار کی جس میں بارہ قوموں کے لوگ شامل تھے جن میں شہزادے، امراء اور بڑے بڑے پادری سب شامل تھے۔ مئی ۶۳۶ء تک ہرقل کے پاس ایک لاکھ پچاس ہزار افواج اکٹھی ہو گئیں۔

ہرقل نے اپنی فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور تیس تیس ہزار سپاہی پر ایک سالار مقرر کیا۔

ان حالات میں ابو عبیدہؓ نے میرے ساتھ مشورہ کیا۔ میں نے مشورہ دیا کہ تمام اسلامی افواج کو جابیہ کے قریب اکٹھا کر لیا جائے جابیہ کے مقام پر شام، اردن اور فلسطین کے راستے ملتے تھے۔

رومی فوج کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی ابو عبیدہؓ اور میں دمشق والوں کو ان کا جزیہ واپس کر کے جابیہ آ گئے۔ دمشق کے لوگوں نے کہا۔'' آپ کا راج اور عدل ہم کو اس حالت ظلم و جبر سے زیادہ عزیز ہے جس میں ہم پہلے رہتے تھے۔'' کسی فاتح قوم نے آج تک جزیہ واپس نہیں کیا تھا۔

جابیہ میں تمام اسلامی فوجوں کو رومی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی بلوا لیا گیا۔ اسلامی فوج جابیہ اور دریائے یرموک کے درمیان صف آرا ہو گئی۔ اتنے میں رومی فوج بھی ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں میدانِ یرموک میں پہنچ گئی۔

حضرت عمرؓ نے چھ ہزار مجاہدین ہماری مدد کے لئے بھجوائے اور ہماری ساری فوج کی تعداد چالیس ہزار ہو گئی جن میں ایک ہزار اصحاب رسولؐ اللہ اور ایک سو وہ صحابہ بھی شامل تھے جنہوں نے جنگِ بدر میں حصہ لیا تھا۔

ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ ماہان اور میری ملاقات ہوئی لیکن صلح نہ ہو سکی۔ رومی فوجوں کے درمیان پادری کھڑے صلیبیں لہرا رہے تھے اور ہزاروں عیسائیوں نے موت کی قسم کھا رکھی تھی۔

ابو عبیدہؓ نے مجھے جنگ کا منصوبہ بنانے کا حکم دیا۔ میں نے پیدل فوج کے کئی حصے کئے اور اسی طرح سواروں کا ایک اور متحرک دستہ بنایا اور کل فوج کو گیارہ میل لمبے محاذ پر پھیلا دیا۔ فوج کے دائیں حصے پر یزیدؓ سالار مقرر ہوئے، بائیں پر عمرو بن العاصؓ۔ درمیان میں ابو عبیدہؓ اور شرحبیلؓ، ابو عبیدہؓ کے فوجی افسروں میں عکرمہؓ بن ابوجہل اور میرا بیٹا عبدالرحمٰن بھی تھا۔ متحرک رسالے کی کمان ضرارؓ کے پاس تھی۔

میں نے کچھ اس طرح منصوبہ بنایا کہ اس وقت تک دفاعی لڑائی لڑی جائے جب تک رومی فوجیں تھک نہ جائیں۔ مسلمان فوج کے پیچھے عورتوں اور بچوں کے خیموں کی ایک قطار تھی۔ ہر دستے کے پیچھے ان کے بیوی بچے رکھے گئے۔ ابو عبیدہؓ نے عورتوں اور بچوں کو نصیحت کی کہ اگر کوئی مسلمان سپاہی بھاگ کر پیچھے آئے تو عورتیں اور بچے ان خیموں کے بانس لے کر اور پتھر مار مار کر مرمت کریں۔

میں نے اور ابو عبیدہؓ نے اپنی فوجوں کو بتایا کہ فوج کی قوت کا انحصار اس کی تعداد پر نہیں بلکہ اللہ کی مدد پر ہے۔

اگلے دن مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اس صدی کی سب سے بڑی جنگ ہونے والی تھی۔ دونوں فوجوں کی صفوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ مسلمانوں نے تلاوت قرآن کریم اور دعاؤں میں رات بسر کی اور اگلے دن جنگ چنگاریوں سے شروع ہو کر کئی دنوں بعد بے تحاشا بھڑکتی ہوئی آگ بن کر ختم ہوئی۔

جنگ کے شروع میں انفرادی مقابلہ بازی ہوتی رہی۔کئی رومی افسر موت کے گھاٹ اُتارے گئے ۔آہستہ آہستہ رومی سپہ سالار اعظم ماہان نے اپنی فوج کا انسانی سیلاب آگے بڑھایا اور جنگ شروع ہوگئی۔ تیراندازی ہوتی رہی۔ پھر تلواروں سے مقابلہ شروع ہوا۔ رومی فوج کا ایک حصہ تھکتا تو دوسرا تازہ دم حصہ آگے آجاتا۔ پھر تیسرا آتا اور مسلمانوں کا وہی دستہ اُن سب کا مقابلہ کرتا رہتا۔

ایک موقع پر عمروؓ بن العاص کا دستہ تین چار تازہ دم لشکروں کا مقابلہ کر کے ذرا پیچھے ہٹا تو مسلمان عورتوں نے خیموں کے ڈنڈوں اور پتھروں سے ان کی مرمت کی حتیٰ کہ وہ آگے بڑھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ دشمن نے اولوں کی طرح تیر مسلمانوں پر برسائے اور کئی مسلمانوں کی آنکھوں میں تیر لگے ۔مسلمانوں نے بڑی بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔بعض دفعہ عورتیں بھی مسلمانوں کے شانہ بشانہ میدانِ جنگ میں لڑیں۔

بڑے بڑے معزز قریشی شہزادے اس جنگ میں شہید ہوئے لڑائی پانچ دن تک ہوتی رہی۔ چوتھا دن بڑا وحشت ناک تھا۔عکرمہؓ اوران کا بیٹا عمروؓ بڑی بہادری سے لڑے اور دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔مسلمانوں نے اپنے جسموں کو وہ قوت اور برداشت دکھانے پر مجبور کیا جن کے لئے انسانی جسم بنائے ہی نہیں گئے تھے۔

پانچواں دن گزرا اور چھٹا دن آیا۔ جرجیر اور اسلامی فوج کے سپہ سالار اعظم ابوعبیدہؓ کی انفرادی لڑائی ہوئی۔جرجیر مارا گیا۔

اس جنگ میں رومی بھاری تعداد میں مارے گئے۔ باقی ڈر کر دریائے یرموک اور رفاد کی وادی کے راستے سے نکلنے کے لئے بھاگے لیکن وہاں ضرارؓ ایک دستے کے ساتھ پہلے ہی موجود تھا۔اس طرح رومی پھر چاروں طرف سے گھر گئے۔خوب مقابلہ ہوا۔ بالآخر رومی برباد ہوگئے اور میری سب سے بڑی جنگ اختتام کو پہنچی۔

رومیوں کا سالارِ اعظم ماہان زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ میں سواروں کا ایک دستہ لے کر اس کے پیچھے دمشق کی طرف گیا۔ ماہان جو کہ آرمینیا کا بادشاہ اور رومی فوج کا سپہ سالارِ اعظم تھا ایک عام مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا۔

میں جب دمشق پہنچا تو دمشق والوں نے میرا استقبال کیا اگلے روز میں پھر یرموک واپس آگیا۔

جنگ یرموک مشرقی رومی شہنشاہی کی سب سے تباہ کن شکست تھی اور اس کے ساتھ ہی شام کی سرزمین پر رومی تسلط ختم ہوگیا۔ ہرقل شام چھوڑ کر قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

اس جنگ میں ستّر ہزار رومی مارے گئے اور اسّی ہزار بھاگ گئے۔مسلمان شہداء کی تعداد چار ہزار تھی۔ جنگ یرموک اسلام کی ایک شاندار فتح تھی۔

بیت المقدس کی فتح

جابیہ سے ہم بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ میں بھی ابوعبیدہؓ کے ہمراہ تھا۔ رومی قلعہ بند ہوگئے۔ چار ماہ کے محاصرے کے بعد بیت المقدس والوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی کہ صلح کے معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے خود مسلمانوں کے خلیفہ آئیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مدینہ حضرت عمرؓ کو لکھا۔ حضرت عمرؓ ربیع الاوّل ۱۶ھ (بمطابق اپریل ۶۳۷ء) کو شام تشریف لائے۔

ہم نے جابیہ میں حضرت عمرؓ کا استقبال کیا۔ حضرت عمرؓ کی بیت المقدس میں آمد مسلمانوں کے لئے ایک بڑا واقعہ تھا۔انہوں نے خلیفۃ المسلمینؓ کو دیکھ کر بہت خوشیاں منائیں۔

حضرت عمرؓ سادہ لباس میں تھے۔بعض لوگوں نے آپ کو ترکی گھوڑا اور لباس پیش کیا۔ آپ نے یہ کہہ کر ردّ فرما دیا کہ خدا نے ہمیں اسلام کی جو عزت دی ہے ہمارے لئے وہی کافی ہے۔آپؓ اسی سادہ لباس میں بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ پادریوں نے خود

بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیں۔

یہاں سے حضرت عمرؓ فتح شدہ علاقوں کا دورہ کر کے اور سرحدوں کی حفاظت کا انتظام کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

بیت المقدس کے پادری کے ساتھ حضرت عمرؓ کے معاہدے پر میں نے بھی بطور گواہ دستخط کئے۔

فوج سے میری سبکدوشی

مرعش سے واپسی پر بنی کِندا کے ایک سردار اشعث بن قیس نے میری تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا اور مجھے ایک عظیم فاتح قرار دیا۔ میں نے اسے خوش ہو کر دس ہزار درہم بطور انعام دیئے۔

یہ خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی تو انہوں نے مجھے مدینہ بُلوایا اور فوج سے سبکدوش کر دیا۔ میں واپس حمص آ کر فوج سے علیحدہ ہو گیا اور وہیں رہنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے تین ہزار درہم سالانہ میرا وظیفہ مقرر فرمایا۔

مجھے خوب علم ہے میری فوج سے سبکدوشی کسی سزا کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ اس وجہ سے تھی کہ لوگ سمجھنے لگ گئے تھے کہ اسلامی فتوحات میری وجہ سے ہو رہی ہیں۔ حالانکہ میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی فتوحات حاصل کرتا۔

دوستوں کی جدائی

میرے ساتھی ابوعبیدہؓ، شرحبیلؓ، یزیدؓ اور ضرارؓ بھی جلد ہی مجھ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئے۔ کیونکہ ۱۸ھ (بمطابق جنوری، فروری ۶۳۹ء) میں فلسطین میں طاعون کی جو وباء پھوٹی وہ ان سب کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس بیماری میں میری اولاد میں سے بھی کئی

میری آنکھوں کے سامنے مجھ سے جُدا ہوئے۔ میں نے اس غم کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ ان ابتدائی سپہ سالاروں کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے فوج کی قیادت سنبھالی۔

آخری بیماری اور وفات

حضرت خالدؓ بن ولید نے اسلام لانے کے بعد بے شمار جنگیں لڑیں اور اب سبکدوش ہونے کے بعد انہوں نے چار سال تک غیر فوجی زندگی گزاری۔ اس دوران وہ میدان جنگ میں نہیں تھے پھر بھی اسلامی فتوحات ہوتی رہیں۔ وہ بھی تمام مسلمانوں کی طرح اسلامی فتوحات پر خوش ہوتے رہے اور اپنے فوجی کارناموں کے بارے میں یادیں تازہ کرتے رہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید ۲۱ھ (۶۴۲ء) میں بیمار ہوئے۔ ایک دن ان کا ایک دوست ان کے پاس عیادت کے لئے آیا اور ان کی چارپائی کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو کچھ سوچ کر رونا آ گیا۔ اُس نے پوچھا خالد! کیوں روتے ہو؟ میں نے اسے اپنے جسم کے ایک حصے سے کپڑا اُٹھا کر اپنے زخموں کے نشان دکھائے۔ ان کے سارے جسم پر زخموں کے گہرے نشان تھے کہیں ایک بالشت کا فاصلہ بھی ایسا نہ تھا جہاں زخم کا نشان نہ ہو۔

انہوں نے اُسے کہا کہ میں سینکڑوں جنگوں میں شامل ہوا لیکن شہادت نصیب نہ ہوئی اور اب بستر پر مر رہا ہوں۔ مجھے زندگی میں سب کچھ ملا۔ جہاں گیا فتح حاصل کی۔ لیکن شہادت نصیب نہ ہوئی۔

اس دوست نے کہا خالد! تمہیں یاد ہوگا رسولؐ اللہ نے تمہیں ایک لقب دیا تھا۔ ''اللہ کی تلوار'' تم شہید نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر کوئی دشمن تمہیں شہید کر دیتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ دشمن نے اللہ کی تلوار توڑ دی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

اس خیال نے حضرت خالدؓ بن ولید لئے مرنا آسان کر دیا۔ انہوں نے اپنا پسندیدہ شعر گاتے گاتے اپنی جان اپنے خدا کے حضور پیش کی۔ وہ شعر یہ تھا:

اَنَا فَارِسُ الضَّدِیْد ۔ اَنَا خَالِد بْنُ وَلِیْد اَنَا سَیْفُ اللّٰہِ

حضرت خالدؓ بن ولید موت کی خبر آناً فاناً سارے عالم اسلام میں پہنچ گئی۔ اور اس خبر سے مدینہ کے تمام لوگ افسردہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں۔ حمص والوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کی آرام گاہ شاہراہ حَما پر ایک باغ کی مسجد میں بنائی جسے لوگ ''مسجد خالد بن ولید'' کہتے ہیں۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے اٹھاون سال عمر پائی۔

اولاد

حضرت خالدؓ بن ولید کے تین بیٹے ہیں۔ سلیمان ان کا بڑا بیٹا تھا جو مصر کی جنگ میں لڑتا ہوا شہید ہوا۔ مہاجر جو چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کی فوج میں جنگِ صفین میں شہید ہوا۔ عبدالرحمٰن جو ۴۶ھ تک زندہ رہا۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں کسی نے اسے زہر دے دیا تھا۔ ان کا ایک پوتا بھی انکا ہم نام تھا خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید۔ وہ بھی ان کی طرح بہادر تھا لیکن اس کی نسل آگے نہ چل سکی۔ **واللہ اعلم بالصواب**

نام کتاب: .... حضرت خالدؓ بن ولید

تعداد 1000

اس کتاب کی اشاعت میں مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک لاہور نے معاونت فرمائی ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء